تاثرات

خونِ مُسلم کی ارزانی اور مُسلم دُنیا کی بے بسی

آج دُنیا کے مختلف ممالک میں مسلمانوں کا خون اس بے دردی سے بہایا جارہا ہے کہ اس پر نہ صرف مسلمانوں کی چشمِ خونبار سے پھر لہو ٹپک رہا ہے، بلکہ دنیا کی مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب درد بھی تڑپ تڑپ اُٹھے ہیں۔ مثلاً بوسنیا ہی کو لیجیے کہ ادھر آٹھ دس ماہ سے اس کی سرزمین کو مسلم خون سے رنگین کیا جارہا ہے۔ صرف اس لیے کہ وہ سرب سے الگ اپنی ایک زبان اور عقیدہ رکھتے ہیں، اس خونی ڈرامے کا انتہائی دردناک پارٹ وہ ہے، جو مسلم خواتین کی بے حرمتی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پارٹ نے 'جدید انسان' کے مکروہ چہرے سے 'تہذیب و اخلاق' کی نقاب کو الٹ دیا ہے۔ نیتشے نے سچ کہا تھا کہ ہر انسان کے دل میں ایک وحشی بھیڑیا چھپا بیٹھا ہے، یہی سُرخ بھیڑیا ہے جو آج بوسنیا میں انسانی وقار کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ اور اگر سیاسی مصلحتیں، 'مہذب انسان' کی ہم نشیں نہ ہوتیں، تو وہ بڑی آسانی سے اس مجرمانہ ڈرامے کو بند اور اپنے وحشی بھیڑیے پر قابو پاسکتا تھا۔ ہمیں یہاں اس بات کا اعتراف ہے کہ بے حسی اور اخلاقی انحطاط کی اس عام فضا میں مغرب ہی میں ایسے روشن ضمیر اور اولوالعزم لوگ موجود ہیں جنھوں نے بوسنیا کی مظلوم و بے بس انسانی آبادی کے حق میں آواز بلند کی ہے۔ اگر یہ آوازیں بلند نہ ہوتیں تو آج بوسنیا راکھ کا ڈھیر ہوتا اور مغرب کا دوسرا اندلس۔

بوسنیا سے آپ مشرقِ وسطیٰ آئیں اور دیکھیں کہ اسرائیل سامراجی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر فلسطین کے سٹیج پر کیا ڈرامہ کھیل رہا ہے؟ اُدھر تقریباً اسّی سال سے عربوں کی تاریخ خون اور آنسوؤں

سے لکھی جا رہی ہے، لیکن ابھی تک سحر کے طلوع ہونے کا کوئی نشان نظر نہیں آتا، بے شبہ حالات سنگین ہیں، لیکن تاریخ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ فلسطین کی پہاڑیوں پر صلاح الدین ایوبی کو اُترنے سے کوئی روک نہیں سکتا، لیکن اس کے لیے ہمیں ایک نئے عزم، ولولے اور عمل سے سرشار ہو کر کام کرنا ہوگا - - - - - - - - - - - - ایک طرف مغرب نے عربوں کو صیہونیوں کے ساتھ ایک چھت کے نیچے بیٹھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ دوسری طرف اسرائیل نے حال ہی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو بڑی بے رحمی سے رسوا کر کے ان کے گھروں سے نکال باہر کیا ہے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر لبنان و اسرائیل کی سرحد پر یخ بستہ موسم کے سپرد کر دیا ہے، جس پر پوری دُنیا محوِ حیرت ہے کہ جو بڑی طاقتیں، عراق کی سرزنش کے لیے برق رفتاری سے انسانی بستیوں پر آگ برسا سکتی ہیں، وہ بوسنیا میں سرب نازیوں اور مشرقِ وسطیٰ کے صیہونیوں کے خوف ناک مظالم پر خاموش بیٹھی ہوئی ہیں اور کئی ماہ سے سربوں کو وعظ و ارشاد کا درس دے رہی ہیں اور فلسطین کے خانماں برباد مسلمانوں کی آہ و فغاں کو سننے سے برابر انکار کر رہی ہیں۔

اس ہنگامۂ محشر میں اگر کسی بھیڑ کی بے بسی دیدنی ہے، تو وہ پوری مسلم دُنیا کی بے بسی اور شکستگی ہے، جو اپنے مظلوم بھائیوں کو جانکنی کے عذاب سے نجات دلانے کے لیے نہ صرف کوئی قدم نہیں اُٹھا سکی، بلکہ صدائے احتجاج تک بلند کرنے سے بھی ڈر رہی ہے۔

اگر مسلم دُنیا کے اربابِ حل و عقد کے پہلو میں دل ہوتا، اور وہ اپنے مقام سے آگاہ ہوتے، تو وہ دیوانہ وار اپنے بھائیوں کے بچاؤ کے لیے دُنیا کی مختلف جماعتوں اور اقوامِ متحدہ کو اپنا ہم نوا بنانے کے لیے اپنی پوری توانائیاں صرف کر دیتے اور اس کڑی آزمائش سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی کرتے۔ اور انتہائی صبر و تحمل، مسلسل سعی و عمل اور حکمت و دانش سے انسانی ضمیر کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے۔ افسوس! بوجوہ ایسا نہ ہو سکا، چنانچہ مسلم خون اب تک بہ رہا ہے اور مسلم دُنیا خاموش کھڑی تماشہ دیکھ رہی ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے؟ بے شبہ مسلم دُنیا کے انحطاط و زوال پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، جس میں بجا طور پر کہا گیا ہے کہ روحِ عصر سے اُمتِ اسلامیہ کی بے خبری، سائنس اور ٹیکنالوجی سے دوری، حریتِ رائے، بحث و تحقیق کی آزادی، رواداری سے تہی دامنی، جمہوری اور منصفانہ معاشی نظام کے قیام میں

ناکامی، اپنی اخلاقی اور روحانی قدروں سے روگردانی، غرضیکہ مسلم دُنیا کے اربابِ حل و عقد کے سامنے دین و دُنیا کی فلاح و بہبود کا کوئی واضح تصوّر نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی قابلِ عمل پروگرام، جس کی وجہ سے وہ ایک باوقار اور اپنی تاریخی روایت کے شایانِ شان زندگی بسر کرنے سے عاجز ہے۔ بے شبہ یہ امور ایسے ہیں، جن سے کسی صورت میں بھی تغافل برتا نہیں جاسکتا۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملّی بربادی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک وقت آنے والا ہے، جب دُنیا کی قومیں تمھیں تباہ کرنے کے لیے تم پر ٹوٹ پڑیں گی، جیساکہ بھوکے کھانے پر۔ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ کیا اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟ آں حضرتؐ نے فرمایا، نہیں! تم تعداد میں بہت ہوگے، لیکن تمھارے دلوں میں 'وہن' پیدا ہوجائے گا ۔ یہ 'وہن' کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ، "حب الدُنیا وکراھیتہ الموت"، دنیا کی محبت اور موت سے نفرت بے شک! تاریخ آں حضرتؐ کے ارشادِ گرامی کی صداقت پر بارہا گواہی دے چکی ہے۔

جب کبھی کوئی قوم عیش پسندی اور نفس پرستی کا شکار ہوئی اور اُس نے عزّت و وقار کی موت پر ذلّت و رسوائی کی زندگی کو ترجیح دی تو عرصۂ حیات میں اس کے قدم جم نہ سکے اور وقت کا سیلاب اسے "کوڑے کرکٹ کی طرح بہا کر لے گیا۔" چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ زمین کے کیڑوں کے لیے زندگی میں عیش ہے، اور جنگل کے درندوں کے لیے جینے میں راحت ۔ مگر ایک مسلمان کے لیے زمین کی پیٹھ پر کوئی خوشی نہ رہی اِلّا یہ کہ اپنی ذلّتوں اور رسوائیوں کا بوجھ اُٹھائے اس کے نیچے چلا جائے۔"

امریکہ کے ایک سابق صدر نکسن نے اپنی کتاب 'SEIZE THE MOMENT' میں مسلم دُنیا پر ایک پورا باب لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ امریکہ میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ کمیونزم کے زوال کے بعد اسلام نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ اور یہ بھی کہا جارہا ہے کہ اس جدید خطرے (اسلام) سے نپٹنے کے لیے واشنگٹن اور ماسکو کو مل کر کام کرنا ہوگا ۔ سابق صدر نے مسلم دُنیا کی سیاسی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لینے کے بعد اس تاریخی حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ مسلم قوم آج جیسی کچھ ہے پہلے کبھی ایسی نہ تھی۔ ساتویں صدی سے لے کر بارہویں صدی تک علم و ادب اور تہذیب و تمدن کے سفر میں میر کارواں تھی۔

سابق صدر موصوف نے مسلمانوں کے شاندار ماضی کا اعتراف کرنے کے بعد اس حسین تمنا کا اظہار کیا ہے کہ مغربی تہذیب اور اسلامی ثقافت باہم مل کر انسانی فلاح و بہبود کے لیے کام کر سکتے ہیں۔ اسی طرح 'بنیاد پرستی' کا ہوا کھڑا کر کے اہلِ مغرب کو مسلم دنیا سے بیزار کرنے کی جو مہم جاری تھی، اس کے بارے میں بھی اب کہا جا رہا ہے کہ 'بنیاد پرستی' کسی ایک مذہب کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ آسمانی صحیفوں کی لفظی تشریح و تفسیر کا رجحان بھی کسی ایک مذہب کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ چنانچہ اب سنجیدہ تحریروں میں اس لفظ 'بنیاد پرستی' (FUNDAMENTALISM) کو استعمال کرنے سے اجتناب کیا جا رہا ہے[۱]

ہم نے یہاں اپنی دراز نفسی کی تشریح کے لیے صرف چند مقامات پر بہنے والے مسلم خون کا ذکر کیا ہے، جس سے مقصد یہ ہے کہ اپنے بارے میں 'بڑی طاقتوں' کی 'سیاسی انا' کا طرزِ فکر اور طرزِ عمل ہماری نظروں سے اوجھل نہ رہے۔ لیکن اس ناقابلِ رشک مقام کی، جس پر آج ہم کھڑے ہیں، بنیادی ذمہ داری خود ہمیں پر عائد ہوتی ہے۔ تاریخ نے ہمیں بتایا ہے کہ وقت انفرادی لغزشوں کو تو شاید نظر انداز کر سکتا ہے، لیکن اجتماعی اور قومی ٹھوکروں اور "جرائم" کو معاف کرنے کا تصور اس کی ڈکشنری میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی منڈی میں ہمارا خون سب سے سستا ہے اور 'مصر کے بازار میں' ہماری آبرو کی بولی لگائی جا رہی ہے اور وقت نے ہماری خوش فہمیوں اور جھوٹی تمناؤں کو پامال کرتے ہوئے ہمیں سیاست کے صحرا میں لا کر تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اس قومی بحران سے باہر نکلنے کی صرف ایک ہی راہ ہے۔ اور وہ ہے علم و دانش اور سعی و عمل کی راہ، جس کا حکم ہمیں خدا اور اُس کے رسول ؐ نے دیا ہے۔ یہ راہ ان لوگوں کی راہ ہے جنھیں خدا نے اپنے لطف و کرم سے نوازا ہے۔ یہی وہ راہ ہے، جس پر چل کر ہم خدا کے غضب اور تاریکیوں میں بھٹکنے سے بچ سکتے ہیں۔ فھل من مدّکر ؟

(رشید احمد)

---

[۱] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ANNALS امریکہ، نومبر ۱۹۹۲ء۔